الاحکام العقلیہ

فیملی پلاننگ
اسلام اور عقل کی نظر میں

مولانا مفتی ظہیر احمد قاسمی ایل ایل ایم لکھنو بھارت

نمبر شمار : ذیلی عنوانات:

۱ : انسانی آبادی میں اضافہ عقل کی نظر میں

۲ : ایک اشکال

(ا) پہلا جواب (ب) دوسرا جواب (ج) تیسرا جواب

۳ : اسباب وعوامل

(ا) بجٹ کا صحیح نہ بنایا جانا

(ب) بدعنوانی (Corruption)

(ج) اسراف اور فضول خرچی میں مبتلا ہونا۔

۴ : ضروری اور اہم امور

۵ : اسلام میں فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول

۶ : فطری خوشی ومسرّت

۷ : فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول کا شرعی حکم

۸ : ایک نکتہ

۹ : جمہوریت میں اضافہ آبادی

آپ حضرات مسلسل دو ماہ سے روزنامہ راشٹریہ سہارا کے صفحہ اول پر بعنوان ''سہارا سنکلپ آبادی، سرکار جواب دے'' کا اشتہار دیکھ رہے ہوں گے۔ راقم کی نظر میں ''سہارا سنکلپ'' کا یہ مطالبہ غیر ضروری چیز کو ضروری چیز بنانے کا سنکلپ (عزم مصمم) ہے۔ حالانکہ اہم اور ضروری امور کے مطالبہ کا سنکلپ ''سہارا سنکلپ'' کو لینا چاہئے تھا۔ بہر کیف ان امور کی نشاندہی درمیان مضمون کی جائے

گی کہ کن ضروری امور کے متعلق قانون بنوانے کا عزم مصمم اور سنکلپ لینا چاہیئے۔

پہلے ہم انسانی آبادی کو کنٹرول کرنے کا مطالبہ کہاں تک عقل و دانش پر مبنی مطالبہ ہے۔اس کا جائزہ درج ذیل سطور میں لیتے ہیں۔جس سے یہ بات بھی واضح ہوجائے گی کہ برتھ کنٹرول (BirthControl) کا مطالبہ نہ صرف غیر ضروری بلکہ عقل وفطرت کے بھی خلاف ہے۔

ا۔انسانی آبادی میں اضافہ عقل کی نظر میں:

شرعی نقطۂ نظر(Islamic Point of View) کے ساتھ ساتھ عقلی نقطۂ نظر (Rational Point of View) سے بھی یہ مطالبہ سراسر(Unambiguously) غلط ہے۔کیونکہ انسان ہمیشہ اچھی چیز کو بڑھانے کی سعی اور کوشش کرتا ہے۔حتیٰ کہ مرغیوں کے چوزوں سے لے کر بھینسوں اور دیگر جانوروں کے فارموں میں اس کی مسلسل یہی کوشش ہوتی ہے۔کہ ان جانوروں میں حتیٰ الامکان زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے۔ان میں اضافہ کرنے سے اس کو یہ فکر لاحق نہیں ہوتی کہ ان کی غذا اور رہائش کے مسائل پیدا ہوجائیں گے۔اور وہ محض ان کے غذا اور رہائش کے مسائل کی وجہ سے اپنے متقبل اور حال کے پروگرام بند کردے یا روک دے اور جانوروں میں کمی کا پروگرام بنالے۔بلکہ وہ ان پروگراموں(Programmes) کو مزید ترقی دینے کی کوشش کرتا ہے۔اور ساتھ ہی جانوروں کی غذا اور رہائش کا بھی نظم بڑھاتا جاتا ہے۔وہ محض غذا اور رہائش کے مسائل سے خوف کھا کر اپنے جانوروں میں کمی کرنے کا پروگرام نہیں بناتا کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔کہ اس میں خسارہ اور گھاٹا ہے۔اس سے ترقی روک جائے گی اور ترقی جانوروں کے بڑھانے میں ہے نہ کہ گھٹانے میں۔تو پھر آخر انسان کے بارے میں اس کے برعکس معاملہ کی صلاح کیوں دی جارہی ہے؟۔کیا انسان ان جانوروں سے حتیٰ کہ مرغیوں کے چوزوں سے بھی گیا گذرا اور حقیر ہے۔کہ ان چوزوں اور جانوروں کے بڑھانے میں تو فائدہ اور ترقی ہے،مگر انسان کے بڑھانے میں خسارہ اور نقصان۔جانوروں کی غذا اور ان کی رہائش کا نظم ہوسکتا ہے لیکن انسان کی غذا،رہائش وغیرہ کا نظم نہیں ہوسکتا۔کیا اس میں انسان اور انسانیت(Humanity) کی تحقیر اور توہین نہیں؟---حالانکہ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ انسان تمام مخلوقات سے افضل ہے۔جب انسان تمام مخلوق سے اشرف واعلیٰ اور بہتر ہے،تو اس کو مزید بڑھانے کی کوشش ہونی چاہئے یا گھٹانے اور کم کرنے کی۔یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ غیر عاقلوں کو بڑھایا جائے اور عقلمندوں(انسانوں) کو گھٹایا جائے۔

۲۔ایک اشکال:

ممکن ہے یہاں کوئی مادی اور اقتصادی نقطۂ نظر(Materialistic & Economical Point of View) سے اشکال کرے کہ حیوانات کے بڑھانے میں فائدہ ہے،جب کہ انسان کے بڑھانے میں فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے کیونکہ حیوانات کے منافع اور فوائد ان کے اخراجات کے مقابلہ میں زیادہ ہوتے ہیں اور انسان مہنگا اور گراں ثابت ہوتا ہے۔لہٰذا انسانوں کی آبادی کے بڑھانے میں نقصان ہے۔اس کے تین جواب دیئے جاسکتے ہیں۔

(ا) پہلا جواب: پہلی بات تو یہ کہ ہر چیز کو مادی اور اقتصادی نقطۂ نظر سے نہیں دیکھا جانا چاہئے۔انسان اور انسانیت کا مقام اتنا بلند و بالا ہے کہ وہ قیمت سے بالاتر ہے۔اس کی نہ کوئی قیمت لگائی جاسکتی ہے اور نہ کوئی قیمت دے سکتا ہے۔لہٰذا انسان پر جتنا کچھ بھی اس کی اچھی پرورش اور حسن تعلیم وتربیت پر خرچ ہو کم ہے۔انسان کو مہنگے اور سستے کے ترازو سے نہیں تولا جاسکتا۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو احسن تقویم بنایا اور اشرف المخلوقات کے شرف سے نوازا۔بلکہ اس کے سوا ساری چیزوں کو اس کے لئے بنایا۔جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:" الدنیا خلقت لکم وانکم قد خلقتم للآخرة "۔۔۔یعنی دنیا تمہارے واسطے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے واسطے پیدا کئے گئے ہو"۔لہٰذا انسان کو مادی اور اقتصادی نقطۂ نگاہ سے دیکھنا بجائے خود ایک بھیانک غلطی ہے۔

(ب) دوسرا جواب: اگر مادی نقطۂ نگاہ سے بھی دیکھا جائے، تو یہ بات کسی طرح قابل تسلیم نہیں کہ حیوانات کے فوائد اور منافع ان کے اخراجات کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں، جب کہ انسان کے فائدے اس کے اخراجات سے کم ہوتے ہیں۔یہ تو ہوسکتا ہے کہ انسانوں کے اخراجات حیوانات کے اخراجات سے زیادہ ہوجائیں، لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ انسانوں کے منافع حیوانات کے منافع سے کم ہوں۔انسانوں پر اگر خرچ زیادہ ہوتا ہے، تو اس خرچ کے مقابلہ میں فوائد اس سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔جیسا کہ (Bus) کے اخراجات یقیناً ہوائی جہاز کے اخراجات سے کم ہوتے ہیں، مگر ہوائی جہاز کے منافع بہر حال بس کے منافع کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔بالکل اسی طرح انسانوں پر حیوانات سے زیادہ خرچ ہوتا ہے، لیکن اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ انسانوں کے منافع حیوانات کے فوائد اور منافع سے کم ہوتے ہیں بلکہ انسانوں کے اخراجات سے کہیں زیادہ اس کے منافع ہوتے ہیں اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی بھی نہیں۔

(ج) تیسرا جواب: پھر بھی اگر بظاہر دیکھنے میں ایسا محسوس ہو کہ انسان کے فوائد حیوانات کے مقابلہ میں کم ہیں، تو پھر ہم کو اس بارے میں بہت سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ ایسا آخر ہے کیوں؟ حالانکہ انسان تمام مخلوقات سے افضل واشرف ہے۔اس کے باوجود حیوانات سے کم نفع بخش ثابت ہورہا ہے۔

۳۔اسباب وعوامل:

راقم کے نزدیک اس کے بہت سے اسباب وعوامل ہیں۔ان میں چند اہم اسباب درج ذیل ہیں:

(الف) ہمارے بجٹ کا صحیح نہ بنایا جانا۔

(ب) بدعنوانی اور کرپشن (Corruption) کا ہونا۔

(ج) اسراف اور فضول خرچی میں مبتلا ہونا۔

(الف) بجٹ کا صحیح نہ بنایا جانا:

تیسری دنیا کے ممالک کے بجٹ حصوصاً برصغیر کے ممالک کے بجٹ غیر متوازن اور غیر معقول بنائے جاتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ جن چیزوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، جو کثیر الاستعمال ہیں، جن کی حاجت ہر خاص وعام کو ہوتی ہے، وہ اشیاء رخیص اور سستی ہوں، مگر ہمارے ملک میں بالکل اس کے برعکس یہی چیزیں گراں اور مہنگی ہوتی ہیں۔ یعنی غذا، صحت، رہائش، تعلیم، عدل وانصاف وغیرہ جو انسان کی بنیادی ضروریات ہیں، ان کو سستا اور سہل الحصول بنانا چاہئے۔ کیونکہ اگر ہم ان کو گراں کردیں لامحالہ انسان بھی مہنگا اور گراں محسوس ہونے لگے گا، کیونکہ یہ چیزیں ہر انسان کی بنیادی اساسی ضروریات میں سے ہیں۔ ان کے بغیر انسان زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ اس لئے اگر ان شعبوں کو گراں اور مہنگا کیا جاتا رہے گا، تو پھر ملک ومعاشرہ میں فلاح، خوشحالی وآسودگی ہر گز نہیں آسکتی۔ اس سے صرف سرمایہ داروں کا تسلط، غلبہ اور ان کی اجارہ داری معاشرہ پر قائم ہوگی۔

انسانی مسائل کا حل انسانی آبدی میں کمی کرنا بھی نہیں ہے۔ کہ محض آبادی کم کرنے سے خوشحالی اور آسودگی حاصل ہوجائے بلکہ اس کا واحد حل غذا، دوا، رہائش، تعلیم وغیرہ کو سستا اور لوگوں کی دسترس کے اندر کرنا ہے۔ جب تک ان بنیادی ضروریات میں سبسڈی (Subsaidy) اور چھوٹ نہ دی جائے گی تو لوگوں کا ایک دو بچوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا تو کجا خود انسان کا مجرد وتنہا رہنا اور اس کا صرف اپنا پیٹ پالنا بھی شکل ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ آج کل کے حالات اس کی نشاندہی کررہے ہیں۔ حیدرآباد میں کسانوں اور اڑیسہ ویوپی میں مزدوروں کے خودکشی کرنے کے واقعات اس کی دلیل ہیں۔ جب کہ مذکورہ بالا بنیادی اور ضروری اشیاء کو اگر آسان اور سستا بنادیا جائے۔ تو پھر یہ سوالات خود بخود ختم ہوجائیں گے۔ کہ اگر زیادہ بچے ہوں گے۔ تو ہم ان کو کہاں سے کھلائیں پلائیں گے۔ ان کی بہتر تعلیم وتربیت کیسے ہوسکے گی اور ان کی صحت کا خیال کیسے رکھا جاسکے گا؟۔۔۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ہمارے ملک اور معاشرے میں عدم آسودگی اور خوشحالی کی وجہ کثرت آبادی نہیں بلکہ اس کا اصل سبب ہمارا بجٹ ونظام سیاست ہے۔

(ب) بدعنوانی (Corruption):

انسانی زندگی کے گراں اور دشوار ہونے کی ایک بڑی وجہ معاشرہ وسوسائٹی (Socity) میں روز بروز بڑھتی ہوئی بدعنوانی ہے، جو ملک کی بنیادوں کو گھن کی طرح کھائے جارہی ہے۔ ہر طرف رشوت کا دور دورہ ہے۔ حکومت وسرکاری محکموں میں عموماً بغیر رشوت کے کوئی کام نہیں ہوتا۔ کبھی کبھار بڑے رشوت خوروں پر چھاپے پڑجاتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی حال میں اندور میں ایک آفیسر کو رنگے ہاتھوں رشوت لیتے ہوئے پکڑا گیا۔ لیکن جتنے وسیع پیمانے پر یہ مرض پھیل چکا ہے۔ اس کے خلاف اتنی حرکت وفعالیت دیکھنے میں نہیں آتی۔ نتیجتاً حکومت کو ہر محکمہ میں خسارہ ونقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے اب ہر شعبہ میں نجکاری (Privatization) کی ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے۔ اس وقت حیرت کی انتہا نہیں رہتی، جب یہ مہلک اور خطرناک مرض خود

ان اداروں میں کھلم کھلا دیکھنے میں آتا ہے۔جو قانون کے نفاذ کے بلکہ انسداد بدعنوانی کی روک تھام کے ذمہ دار ہیں۔اگر آپ کو اپنی کوئی F.I.R. پولیس اسٹیشن پر درج کرانی ہے۔تو آپ کو اس کے لئے رشوت بشکل فیس ادا کرنی ہوگی۔ورنہ پھر آپ کا یا تو کام نہ ہوگا۔اور اگر ہوا بھی تو بہت لیٹ (Late) اور آپ کے منشا کے عین مخالف۔چند روز پہلے ایک صاحب نے ایک وقعہ بتایا کہ ایک شخص کا بچہ گم ہوگیا۔وہ F.I.R درج کرانے پولیس اسٹیشن (Police Station) پہنچا۔وہاں پر موجود عملہ نے اس سے کہا،کہ ہم تمہارے نوکر ہیں کہ تمہارا بچہ ڈھونڈ تے پھریں۔اس نے جو ہاتھ پیر جوڑے اور بہت منت سماجت کی تو اس سے کہا گیا۔کہ اچھا ٹھیک ہے ہم F.I.R درج کر لیتے ہیں۔مگر تم کو کچھ خرچ کرنا ہوگا۔ظاہر ہے۔کہ جس کا بیٹا گم ہوگیا ہو،وہ کیا کچھ کرنے کو تیار نہ رہے گا۔اس طرح پولیس نے اس بیچارے سے رقم وصول کرلی۔اتفاق سے دوسرے دن اس کا بچہ مل گیا۔اب وہ پولیس اسٹیشن F.I.R ختم کرانے کے لئے گیا۔تو پولیس نے اس کو گالی دیتے ہوئے کہا کہ اچھا تم پولیس کو بے وقوف بناتے ہو،بلا وجہ پریشان کرتے ہو،F.I.R درج کرواتے ہو اور پھر اس کو کٹواتے ہو!تم کو فلاں جرم میں اندر کردیا جائے گا۔ورنہ اتنے روپے دو۔بے چارے سادہ لوح سے دوبارہ رقم اینٹھ لی گئی۔یہ ہے قانون نافذ کرنے والے اداروں کا حال،جو کوئی ڈھکا چھپا نہیں ہر شخص جانتا ہے۔

اسی طرح ریلوے کا حال ہے۔ریزے رویشن کوچوں (Reservaton coaches) میں ٹی ٹی صاحبان بڑی کمائی کرتے ہیں۔ان کو صرف روپیوں سے مطلب ہے۔کسی قاعدہ،ضابطہ کی کوئی فکر نہیں،یہاں تک دیکھنے میں آیا کہ جنرل ٹکٹ والوں کو برتھ اور سیٹیں دی جارہی ہیں۔مگر ویٹنگ لسٹ (waiting list) والو کو سیٹ الاٹ نہیں کی جارہی ہیں۔حالانکہ ویٹنگ لسٹ والے پورا ریزویشن چارج (reservation charge) دے چکے ہیں۔اب مزید پیسے بطور رشوت ٹی ٹی کو دینا نہیں چاہتے۔ایسے لوگوں کے خلاف اولاً تو شکایات درج کرانے کا موقع نہیں ہوتا اور اگر شکایات درج کرا بھی دی جائیں تو پھر ان پر عمل درآمد کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔کیونکہ اوپر سے نیچے تک سبھی اس خطرناک مرض میں مبتلا ہیں۔ہر ایک کا کمیشن (Commission) اور حصہ متعین ہے۔بہت ہی ناگزیر حالت میں ملزم کے خلاف کاروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

رشوت اور بدعنوانی کے سلسلہ میں صرف سرکاری محکمے ہی نہیں بلکہ ہمارے کچھ سیاست دان حضرات (Politicians) بھی ملوث ہیں،جو ملک کے سب سے بڑے وموٗقر ومعزز ادارہ قانون ساز کے ممبر ہیں۔ان کے بارے میں بھی بڑے بڑے اسکینڈلز (Scandals) ہمیشہ آپ حضرات کے سامنے آتے رہتے ہیں۔تاہم یہ لوگ قانون پروف (law Proof) ہیں کہ ان پر قانون کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔قانون کے جال کو یہ بڑی مچھلیاں بآسانی توڑ کر نکل جاتی ہیں،بلکہ اب تو یہ لوگ قانون کو بالکل اپنے گھر کی لونڈی سمجھنے لگے ہیں،جب چاہیں نافذ کریں جب چاہیں نافذ نہ کریں،جس پر چاہیں نافذ کریں اور جس پر چاہیں نافذ نہ کریں(جیسا کہ گجرات میں مووی حکومت کے رویہ سے آشکارا ہے)اور اگر قانون ان کے خلاف ہو،تو پلک جھپکتے ہی اس کو تبدیل کروانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں،چاہے زبردستی آرڈینس (Ordinance) ہی کے ذریعہ کیوں نہ ہو(انتخابی اصلاحات آرڈینس ۲۰۰۲ء)گویا

کہ سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے ہیں۔ حالات حاضرہ میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

ایسی صورتحال میں ہم کو اسی مرض کے علاج کی طرف بہت سنجیدگی سے غور وفکر کرنا چاہئے کہ کیسے ہم اس لعنت سے اپنے معاشرہ اور ملک کو نجات وچھٹکارا دلاسکیں گے۔۔۔ بدعنوانی کوئی دہشت گردی سے کم خطرناک نہیں بلکہ ایک لحاظ سے اس سے بڑھ کر ہے۔ اس کے لئے بھی پوٹا(Pota) جیسے سخت قانون اور اس پر ایمان داری وسختی کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

(ج) اسراف اور فضولیات میں مبتلا ہونا:

تیسرا بڑا سبب انسان کے مہنگے اور گراں ہونے کا اس کی اسرافی عادات ہیں اور اس کا خرافات وفضول رسومات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اگر انسان اسراف اور فضولیات سے احتراز شروع کردے غیر ضروری امور میں اپنی دولت اور کمائی برباد نہ کرے تو وہ دولت اور سرمایہ نہ صرف اس کے بلکہ دوسرے انسانوں کے بھی کام آئے، مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ شادیوں میں فضول پیسہ پانی کی طرح بہادیا جاتا ہے محض ریا، نمود اور شہرت وناموری کی خاطر۔ یہ بات صرف ماضی قریب میں لالو پرشاد کی بیٹی اور ماضی بعید میں مادھوراؤ سندھیا کے گھرانے کی شادیوں کی تقریبات کی بنیاد پر نہیں کی جارہی بلکہ یہ مرض اب متوسط اور غریب گھرانوں کی شادیوں کی تقریبات میں بھی پایا جانے لگا ہے۔ اب شادیوں کے علاوہ نہ جانے کتنی نت نئی رسومات وخرافات پر دولت صرف کی جاتی ہے۔ اگر یہی سرمایہ صحیح مصرف میں لگ جاتا، تو تمام انسانوں کی خیر وفلاح کا باعث ہوتا، لیکن بدقسمتی سے ایسی باتوں پر عمل عموماً نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس قسم کا لوگوں کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ مشورہ فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول (Family Planning & Birth Control) کا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان مسائل کا حل مذکورہ بالا امور ہیں۔ فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول نہیں۔

۴۔ ضروری اور اہم امور:

آج شدت سے ضرورت ہے اچھے بجٹ بنانے کی، بدعنوانی اور رشوت کے خلاف قانون بنا کر اس کو روکنے کی اور فضولیات اور اسراف پر پابندی لگانے اور اس سے بچنے کی اور ان مذکورہ بالا امور کی طرف توجہ دلانے کی نہ کہ اضافہ آبادی کے خلاف سخت قانون بنانے کے مطالبے کی۔ اگر آج ان امور پر عمل درآمد شروع ہو جائے، تو پھر اضافہ آبادی کا دکھڑا کوئی روئے گا اور نہ کوئی اس قسم کے مطالبہ کے دام فریب میں گرفتار ہوگا۔

۵۔ اسلام میں فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول:

اسلام میں محض اقتصادی اور مادی بنیادوں پر فیملی پلاننگ کی قطعی اجازت نہیں بلکہ اسلام میں تو انسانی آبادی کی کثرت کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے، "تزوجو الودالو دود فانی مکاثر بکم الامم" (مشکوۃ ص ۲۶۷) یعنی تم زیادہ بچے پیدا کرنے

والی اور خوب محبت کرنے والی عورتوں کے ساتھ نکاح کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی بنا پر دیگر امتوں کے مقابلہ (قیامت میں) فخر محسوس کروں گا۔۔۔اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے نہ صرف کثرت آبادی کی طرف رغبت دی ہے بلکہ آپ ﷺ نے بنفس نفیس اس پر فخر بھی فرمایا ہے اور اس بات پر فخر ہونا یہ ایک فطری (Natural) معاملہ ہے۔

۶۔فطری خوشی ومسرت:

ہر شخص فطری طور پر اپنی کثرت آبادی پر فخر کرتا ہے اور اس سے دلی خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے اور ہر آدمی کے دل میں یہ بات مضمر اور پوشیدہ ہوتی ہے کہ کاش میری مزید اولاد ہوتی، میرے اور بھائی بہن ہوتے اور انسان اس بات پر بجا طور پر فخر ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ اتنے بھائی بہن یا میری اتنی اولاد ہے۔اس لئے آبادی کے خلاف آواز بلند کرنا دراصل فطرت اور نیچر (Nature) کے خلاف آواز بلند کرنا ہے۔جس طرح سے انسان کو فطرۃً مال کے بڑھانے پر خوشی ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ مال بڑھانا چاہتا ہے، اسی طرح انسان اولاد کے بڑھانے کا بھی فطری طور پر خواہش مند ہوتا ہے۔اب مال بڑھانے کی ترغیب دی جاتی ہے، لیکن اولاد گھٹانے کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور اولاد کے بڑھانے پر تخویف وترہیب کی جاتی ہے۔یہ بالکل واضح تضاد ہے کہ حکومت مرغیوں، بکریوں اور گایوں، بھینسوں کے فارموں کے کھلوانے کی ترغیب دیتی ہے، مگر انسانی آبادی کے بڑھانے پر ترہیب کرتی ہے۔

۷۔فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول کا شرعی حکم:

اسلام میں فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول کی اجازت عورت کو صرف اور صرف اس صورت میں ہے، جب کہ اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو اور یہ رائے کسی مسلم دیندار ماہر ڈاکٹر کی ہو۔ہاں اگر عورت یا بچہ کی صحت پر مضر اثرات پڑنے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں وقتی تدابیر اختیار کرنے کی مرد وعورت کو گنجائش ہے لیکن مرد کو کبھی بھی نس بندی کرانا جائز نہیں کیونکہ اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں۔علاوہ ازیں محض خوشحالی اور آسودگی حاصل کرنے کے فرسودہ زعم وگمان کی بنا پر اسلام میں فیملی پلاننگ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔رازق صرف اللہ کی ذات ہے، وہ سب کو رزق دیتا ہے۔محض رزق کی تنگی کی وجہ سے اس کی اجازت نہیں۔اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں واضح طور مفلسی کی وجہ سے یا محض مفلسی کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،۔۔۔۔"**ولاتقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاهم**"(سورۃ الانعام ۱۵۲)

یعنی تم اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم تم کو (رزق) دیں گے اور ان کو (تمہاری اولاد کو) بھی۔۔یہاں پر املاق مفلسی فی الحال موجود ہے۔دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"**ولاتقتلوا أولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم** (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۱) یعنی تم اپنی اولاد کو محض مفلسی کے اندیشہ سے قتل نہ کرو، ہم ان کو (بھی) رزق دیں گے اور تم کو (بھی) (یا جیسا کہ تم کو دیتے ہیں)

یہاں پر مفلسی ابھی موجود نہیں، مگر مفلسی کا اندیشہ ہے۔ اللہ رب العزت نے دونوں صورتوں میں قتل اولاد فیملی پلاننگ و برتھ کنٹرول سے منع فرمایا ہے۔

۸۔ایک نکتہ:

اللہ رب العزت نے پہلے آیت میں ' نحن نرزقکم و ایاھم ' یعنی مخاطب کو غائب پر مقدم فرمایا۔ جب کہ دوسری آیت میں ''نحن نرزقھم و ایاکم'' یعنی غائب کو مخاطب پر مقدم فرمایا ہے۔ ایسا اس لئے کہ پہلی آیت میں ''املاق'' (مفلسی) فی الحال موجود ہے اور مخاطب مفلسی سے متاثر اور دو چار ہے اس لئے مخاطب کو مقدم فرما کر اس کو پہلے تسلی دی گئی ہے کہ تم کو رزق ملے، گھبراؤ نہیں اور اسی طرح تمہاری اولاد کو بھی ملے گا۔

اور دوسری آیت میں فی الحال مفلسی نہیں اور مخاطب مفلسی میں مبتلا نہیں بلکہ مستقبل قریب میں مفلسی کا خوف اور اندیشہ رکھتا ہے۔ اپنی اولاد کے بارے میں فکر مند ہے جیسا کہ موجودہ دور میں خوف دلایا جا رہا ہے اور فیملی پلاننگ کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس لئے دوسری آیت میں اس کے مستقبل کے اندیشہ کو دور فرماتے ہوئے ''نحن نرزقھم و ایاکم '' فرمایا۔ جس کی اس کو اس وقت زیادہ فکر لاحق ہے۔ اس لئے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ فکر نہ کرو ہم ان کو بھی دیں گے۔ جس طرح تم کو دیتے ہیں۔ اس لئے تم مفلسی یا محض مفلس ہو جانے کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول میں اگر چہ حقیقی قتل نہیں پایا جاتا، مگر مشابہت ضرور ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے عزل کی بابت آپ ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے ''ذلك الوادالخفی'' کہ یہ پوشیدہ زندہ درگور کرنا ہے یعنی زندہ درگور کرنے کے برابر ہے۔ کیونکہ یہ وہی واد ہے۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں سورۃ تکویر میں '' واذا الموء دة سئلت '' فرمایا گیا ہے۔ الفظ حدیث درجہ ذیل ہیں جن کو مسلم نے روایت کیا ہے۔۔۔ **ثم سالو عن العزل فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ذلک الوادالخفی'' وهو واذالموء دة سئلت رواه مسلم. (مشکوٰة ص :۲۷۶)**

اللہ رب العزت ہر ہر مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے۔ انسان تو انسان اس نے تمام روئے زمین کے جانوروں تک روزی پہنچانے کا ذمہ لے رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''**وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها**'' (سورۃ ہود:٦) یعنی کوئی جانور روئے زمین پر ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ اس لئے مخفی رزق کی خاطر فیملی پلاننگ اور برتھ کنٹرول کی اجازت شرعاً نہ ہوگی۔

۹۔جمہوریت میں اضافہ آبادی:

آج کل جمہوری دور میں اضافہ آبادی کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ جمہوریت میں لوگوں کو ہی شمار کیا جاتا ہے۔ ان کی تعداد گنتی ہی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جس پارٹی میں جتنے زیادہ لوگ ہوں گے۔ اتنے ہی زیادہ اس کے ووٹ ہوں گے۔ جو حکومت سازی میں اہم رول (Role) ادا کریں گے۔ اس لئے جمہوری ممالک میں اضافہ آبادی بڑی اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ ایسے ممالک

میں تو ہر پارٹی کو اپنی آبادی بڑھانے کی رائے دینا چاہئے نہ کہ گھٹانے کی۔ لوح دیتے ہیں تا کہ اپنی ذمہ داری سے بچ سکیں۔
''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''۔

مثال کے طور پر کسی گاؤں میں اسکول کھولنے میں بہت دقتیں اور پریشانیاں ہیں۔ لہٰذا گاؤں والوں کو سمجھا دیا جائے کہ اسکول کھولنے میں یہاں پر چونکہ بہت پریشانیاں اور دشواریاں ہیں۔ اس لئے تم لوگ اسکول نہ بناؤ اور اسکول کھولنے کا ارادہ ترک کر دو۔ کیا یہ کوئی معقول مشورہ اور اقدام ہوگا؟ ہرگز نہیں بلکہ صحیح اور درست بات یہ ہے۔ کہ اسکول بھی کھلے اور اس میں حائل دشواریاں بھی دور ہوں۔ یہی صحیح اور درست حل ہے۔ بعینہ انسانی آبادی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور انسانی آبادی سے مشاکل و پریشانیوں کا پیدا ہونا ایک ناگزیر امر ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسانی آبادی سے چونکہ نئی نئی پریشانیاں اور نئے نئے مسائل پیدا ہوں گے۔ لہٰذا انسانی آبادی ہی کو روک دیا جائے یا زیادہ بچے نہ پیدا کیے جائیں۔ دراصل ہم مشکلات اور پریشانیوں والے پہلو کو ہی دیکھتے ہیں۔ اور اس کے فوائد ومنافع کے پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ سکول کھولنے میں فوائد بھی ہیں۔ اور پریشانیاں بھی۔

دو پہلو ہیں مگر فوائد کا پہلو زیادہ اہم ہے۔ اب اگر ہم محض پریشانیوں کی وجہ سے سکول بند کرنے کی صلاح دیں تو جس طرح یہ مشورہ درست نہ ہوگا، اسی طرح یہاں آبادی ختم یا کم کر دینے کا مشورہ درست اور صحیح نہ ہوگا۔ یہاں پر بھی انسانی مسائل کی بجائے انسانی فوائد پر نگاہ رکھی جانی چاہئے۔ اور مسائل کے حل کرنے سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ بلکہ خوبصورت تدابیر اختیار کر کے مسائل کو بحسن وخوبی حل کرنا چاہئے۔ یہی اصلاً کمال ہے۔ کمال یہ نہیں کہ مسائل سے گھبرا کر کسی مقصد کو ہی روک دے اور مسئلہ ہی کو ختم کر دے،
تا کہ ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ اصل ضرورت حسن انتظام کی ہے۔ معاشرہ سے بدعنوانی و رشوت دور کرنے کی ہے۔ متوازن اور اچھے بجٹ بنانے کی ضرورت ہے۔ کہ اس میں اہم اور ضروری حاجتوں کو سہل الحصول آسان اور سستا بنایا جائے۔ اگر ان مذکورہ امور کو عملی جامہ پہنا دیا جائے۔ تو ملک کا نقشہ ہی بدل جائے گا۔ سارا نظام مکمل درست ہو جائے گا۔ اور عوام کے اکثر مسائل حل ہو جائیں گے۔ ورنہ مسائل و مشاکل سے جوجھتے رہنا ایک ناگزیر امر ہے۔

(Trains) میں بھیڑ بھاڑ سے ہوا کہ آج کل ٹرینوں میں بہت رش (Rush) چل رہا ہے۔ خصوصاً جنرل بوگیوں (General Bogies) کا بہت برا حال ہے۔ کہ لوگ ایک کے اوپر ایک سفر کر رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے برجستہ یہی جواب دیا کہ ملک کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ کہاں تک گاڑیوں کا نظم کرے۔

تاریخی زمانے: بعض حضرات نے تاریخ کو تین زمانوں میں تقسیم کیا ہے۔
۱۔ قرون اولیٰ جو ابتداء میں عالم سے سلطنت روما تک ہے۔ ۲۔ قرون وسطیٰ جو سلطنت روما کے آخر زمانہ سے قسطنطنیہ کی فتح تک ہے۔ ۳۔ قرون آخر و قسطنطنیہ کی فتح سے تا حال۔ (تاریخ اسلام)